محمد الیاس خان

نوآزاد مسلم چیچن جمہوریہ: روسی توسیع پسندوں کی تازہ شکار گاہ

یکم نومبر ۱۹۹۱ء کو روسی فیڈریشن سے مکمل آزادی کا اعلان کرنے والی مسلم چیچن جمہوریہ (اچکیریہ) ایک بار پھر، غیر ملکی استعمار کے خلاف مسلح مزاحمتی تحریکوں سے بھرپور، اپنی تاریخ کے ایک انتہائی نازک دور سے گزر رہی ہے۔ روسی فیڈریشن سے آزادی کے اعلان کے بعد سے ہی چیچن جمہوریہ کی اندرونی سیاسی صورتِ حال ایک ایسے منظر کا نقشہ پیش کرنے لگی، جس میں ایک طرف جمہوریہ کے نومنتخب قوم پرست صدر جعفر دودائیف اور ان کے حامی جمہوریت نواز اور اسلام پسند حلقے اور دوسری طرف روس نواز کیمونسٹ عناصر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ صدر جنرل جعفر دودائیف کے مخالف کیمپ کو ماسکو کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اگرچہ یہ کہنا مشکل ہے کہ حزب مخالف علانیہ طور پر دوبارہ روسی فیڈریشن کے ساتھ الحاق چاہتی ہے تاہم یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ اس میں شامل بعض عناصر حد سے زیادہ روس نواز ہیں۔ عمر افتر خانوف، رسلان لابازا نوف اور روسی پالیمنٹ کے سابق سپیکر رسلان خسبلاتوف کی قیادت میں حزبِ مخالف صدر دودائیف کی حکومت پر جرائم کی پشت پناہی کرنے اور مالی بدعنوانیوں میں ملوث ہونے کا الزام لگا رہی ہے اور ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے مظاہروں، قومی تنصیبات کو نذر آتش کرنے اور حکومتی افواج اور اداروں کے خلاف مسلح کارروائیوں میں مصروف ہے۔ حزبِ مخالف کا مقصد اوّل تو صدر دودائیف کی حکومت کو برطرف کرنا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم جمہوریہ کے بعض علاقوں پر کنٹرول حاصل کر کے ایک متوازی حکومت کا قیام ہے۔ یوں لگتا ہے کہ حزبِ مخالف اپنے اس ثانوی مقصد کے حصول میں کسی حد تک کامیاب ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں جمہوریہ خانہ جنگی کی لپیٹ میں آچکی ہے۔

حزبِ مخالف نے اپنی ملیشیا فورس قائم کر لی ہے [۱] اور عملاً (۱۹۹۳ء میں) نادترچنی کے علاقے پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ یاد رہے کہ اس علاقے میں جمہوریہ کی سب سے بڑی آئل ریفائنری واقع ہے۔ حزبِ مخالف کے دعووں کے مطابق اس نے سال رواں میں کچھ اور کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں،

جن کی بدولت ویدنسکی اور چالینسکی کے علاقوں پر بھی دارالحکومت غروزنی کے اقتدار کو ختم کر دیا گیا ہے [۲]۔ عمر افتر خانوف کی سربراہی میں حزبِ مخالف نے اپنے زیرِ انتظام علاقوں میں ایک متوازی حکومت کے قیام کا بھی اعلان کر دیا ہے [۳]۔ اس متوازی حکومت کی مسلح افواج (ملیشیا فورس) کی سربراہی کے لیے دارالحکومت گروزنی کے سابق میئر بسلان گنتامیروف کو کمانڈر انچیف نامزد کیا گیا ہے [۴]۔

ماہ جون کے وسط میں حزبِ مخالف کی طرف سے صدر دودائیف کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ایک ناکام کوشش کے بعد جمہوریہ میں حکومت کی وفادار فوجوں اور حزبِ مخالف کی مسلح ملیشیا کے درمیان باقاعدہ جھڑپیں شروع ہوئیں [۵]۔ ان جھڑپوں کے نتیجے میں سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے جن کا انتقام لینے کے لیے قبائلی روایات کے مطابق دونوں طرف کے مقتولین کے رشتہ داروں کی طرف سے قاتلوں اور ان کے رشتہ داروں کو قتل کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا ہے [۶]۔ حکومتی حلقوں کے مطابق حزبِ مخالف کے باغی لیڈروں کا تعلق ان جرائم پیشہ گروہوں سے ہے جن کو روسی اور مغربی ذرائع ابلاغ "چیچن مافیا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اپوزیشن لیڈر لابازانوف اور خواجہ سلیمانوف مختلف جرائم کے سلسلے میں روسی جیلوں میں قید کاٹ چکے ہیں [۷]۔ حکومتی ذرائع کے مطابق ان مجرموں کو جیلوں سے رہا کر کے چیچنیا بھیجنے کا مقصد ہی جمہوریہ میں خانہ جنگی کے سے حالات پیدا کرنا ہے۔ صدر دودائیف نے چیچنیا میں اسلحہ اور منشیات کے سمگلروں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا "اس ناخوشگوار صورتِ حال کی بنیادی وجہ وہ اقتصادی پابندیاں ہیں جو روسی فیڈریشن نے جمہوریہ کے خلاف نافذ کی ہیں"۔ انہوں نے چیچن عوام کے خلاف دہشت گردی پر مبنی روسی کارروائیوں کو نازی جرمنی میں یہودیوں کے خلاف روا رکھے جانے والے مظالم کے مترادف قرار دیتے ہوئے کہا "اگر صحیح معنوں میں کسی کو "مافیا" کے نام سے پکارا جا سکتا ہے تو وہ کریملن کی کابینہ ہے" [۸]۔

حزبِ مخالف کی منطق

روسی حکومت اور اس کی حمایت یافتہ چیچن حزبِ مخالف چیچنیا میں جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح اور اقتصادی بدحالی کو صدر دودائیف کے خلاف ٹرمپ کارڈ کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جمہوریہ میں امن وامان کی صورتِ حال ابتر ہے جس کا اعتراف خود ذمہ داران حکومت بھی کرتے ہیں، لیکن یہ کہنا قطعاً درست نہیں کہ اس کا واحد سبب حکومت کی نااہلی ہے۔ جبر واستبداد، استحصال اور چھوٹی قومیتوں کو بزورِ شمشیر "بڑے بھائی" کی بالادستی قبول کرنے کی غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ پالیسیاں، جو سابق سوویت یونین کے کمیونسٹ نظام کا خاصہ تھیں، اور جن کی وجہ سے محکوم قومیتیں

زبردست احساسِ محرومی کا شکار تھیں، نہ صرف چیچنیا میں بلکہ سابقہ سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والی تمام دیگر ریاستوں میں معاشی بدحالی، امن وامان کی بگڑتی صورتِ حال اور سیاسی ابتری کا اصل سبب ہیں۔ صورت حال کچھ یوں ہے کہ پرانا نظام ساقط ہو گیا ہے اور نئے نظام کو مستحکم نہیں ہونے دیا جارہا ہے۔ جبکہ اس عبوری دور کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں طرف کے سیاسی زعماء ایک مربوط منصوبہ بندی کے ذریعہ قوم کی شیرازہ بندی کریں۔ بصورتِ دیگر جرائم پیشہ تنظیموں اور گروہوں کی طرف سے اس خلاء سے ناجائز فائدہ اٹھانا ایک فطری بات ہے۔ بایں ہمہ صدر دودائیف کی حکومت نے ابتداء ہی سے امن وامان کی صورتِ حال بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دی۔

۹ فروری ۱۹۹۲ء کو ماسکو ریڈیو کی اطلاع کے مطابق صدر دودائیف کی درخواست پر چیچن پارلیمنٹ نے دارالحکومت گروزنی میں روز افزوں مجرمانہ سرگرمیوں کے پیشِ نظر ہنگامی حالت کے نفاذ کا فیصلہ کیا۔ ایک روز قبل ایک مسلح گروہ نے گروزنی میں واقعہ فوجی چھاؤنی میں اسلحہ کے گوداموں کو لوٹنے کی کوشش کی تھی۔ فوج اور مسلح بلوائیوں کے تصادم کے نتیجے میں کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ فوجی چھاؤنیوں پر حملے اور اسلحہ کے گوداموں کو لوٹنے کی یہ کارروائیاں کئی روز جاری رہیں۔ صدر دودائیف نے ان حملوں کے لیے ان عناصر کو ذمہ دار قرار دیا "جو معاشرتی استحکام کے خلاف سرگرم عمل ہیں"[۹]۔

اپریل ۱۹۹۲، میں صدر دودائیف نے جمہوریہ کی انتظامی مشینری کے اعلیٰ اہل کاروں سے خطاب کرتے ہوئے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر زبردست تنقید کی۔ انھوں نے کہا "کسی بھی مجرم کو سزا نہیں دی جاسکی ہے۔ ہر طرح کی [غیر قانونی] اشیاء کی خرید و فروخت جاری ہے"۔ صدر نے جرائم کی بیخ کنی اور بدعنوانیوں کے انسداد کے سلسلہ میں ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے حکومت میں کسی بھی ذمہ دارانہ عہدہ پر تقرری کے لیے ذاتی جائیداد، آمدنی اور بینکوں یا سرمایہ کاری کے دیگر اداروں میں جمع کرائی گئی دولت کے گوشوارے پیش کرنا ضروری قرار دیا گیا"[۱]۔ صدر کے اس فرمان میں اقتصادی بدحالی پر قابو پانے کے لیے بھی بعض خصوصی اقدامات کا اعلان کیا گیا۔ لیکن حزبِ مخالف کے عدم تعاون کی وجہ سے یہ اقدامات موثر ثابت نہ ہوسکے۔ مثلاً اسلحہ کی ناجائز تجارت کو روکنے اور جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح پر قابو پانے کے لیے صدر دودائیف کی حکومت کی طرف سے تمام مسلح گروپوں کو غیر مسلح کرنے کے احکام کو حزبِ مخالف کے رہنماؤں لابازانوف اور سلیمانوف نے نہ صرف ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اپنی مسلح ملیشیا فورس کی معیت میں صدارتی محل کے باہر مظاہرہ کیا اور پولیس ہیڈ کوارٹر پر فائرنگ کی"[۱]۔

اس سے قبل حزبِ مخالف نے ۳۱ مارچ ۱۹۹۲ کو چیچن دارالحکومت گروزنی میں اپنے مسلح دستوں کی مدد سے صدر دودائیف کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کی۔ حزبِ مخالف کے مسلح رضاکاروں نے گروزنی کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سٹیشنوں پر قبضہ کرلیا۔ ان مسلح بلوائیوں کی قیادت ایسے کمیونسٹ

اور ماسکو نواز عناصر کر رہے تھے جو افغانستان کی جنگ میں سوویت افواج کی طرف سے افغان مجاہدین کے خلاف لڑتے رہے تھے"[۲]۔ ان مسلح مظاہرین نے صدر دودائیف کے استعفیٰ اور چیچن پارلیمنٹ توڑ کرنئے انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا۔ صدر دودائیف کی وفادار نیشنل گارڈز نے جلد ہی صورت حال پر قابو پالیا اور بلوائیوں سے ٹی وی اور ریڈیو سٹیشنوں کی عمارات واگذار کرالیں۔ چیچن حکومت نے جمہوریہ میں موجود CIS افواج کو بغاوت کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے انہیں براہ راست چیچن فوج کی کمانڈ میں دینے کا مطالبہ کیا۔ صدر دودائیف نے روس کی وزارت داخلہ (MVD) کے افسران پر براہ راست بغاوت میں ملوّث ہونے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ روسی خفیہ پولیس کے اہل کار حزب مخالف کو نہ صرف ٹرانسپورٹ اور اتصالات کے شعبہ میں عملی امداد مہیا کر رہے ہیں بلکہ وہ حزب مخالف کے مسلح رضا کاروں کی تربیت کے لیے خفیہ ٹریننگ کیمپس بھی چلا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اپریل ۱۹۹۲ء کے اوائل میں گروزنی میں متعین روسی MVD کے کرنل داخگل گوف اور KGB کے لیفٹننٹ مینشیکوف کو جمہوریہ کی سلامتی کے خلاف سازش میں شرکت کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا"[۳]۔

ایک اہم سوال

سوال یہ ہے کہ اگست ۹۱ء سے نومبر ۹۱ء تک کے عرصہ میں جمہوریہ کے دارالحکومت گروزنی اور دیگر شہروں میں چیچن عوام نے روسی استعمار اور اشتراکیت کے تسلط کے خلاف اور جمہوریہ چیچن کی مکمل آزادی کے لیے جس زبردست جوش و خروش کے ساتھ اور اللہ اکبر کے نعروں کی گونج میں مظاہرے کیے اور جن کے نتیجے میں جمہوریہ کے نومنتخب صدر جنرل جعفر دودائیف نے یکم نومبر ۱۹۹۱ء کو روسی فیڈریشن سے مکمل آزادی کا اعلان کیا، صرف چار ماہ کے قلیل عرصے میں وہ جوش و خروش اور جذبۂ حریت و آزادی کیونکر ماند پڑگیا؟۔ آخر اس چار ماہ کے عرصہ میں کونسے ایسے حالات نمودار ہوئے جن کی بناء پر چیچن عوام اپنے قائد حریت سے بیزار ہو کر دوبارہ ماسکو نواز کمیونسٹوں اور روسی گماشتوں کو ایوان اقتدار تک پہنچانے پر کمر بستہ ہوگئے؟

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ۱۹۹۱ء کے نصف آخر میں جب سوویت یونین ٹوٹ پھوٹ کے عمل سے گزر رہا تھا اور جب خود روسی فیڈریشن کے صدر بورس یلسن اشتراکی سلطنت کے زوال کے اس عمل میں مزاحم ہونے کی بجائے معاون ثابت ہورہے تھے، خود رشین فیڈریشن کے اندر ایک مسلم جمہوریہ کے عوام کی طرف سے اوّل وہاں کی سپریم سوویت سے ٹکر لینا اور پھر "آزادی، جمہوریت اور روسی آمریت" سے چھٹکارا کے حصول کے نعروں کی بنیاد پر ایک قوم پرست مسلمان کو بطور صدر منتخب کرنا اور آخر کار روسی فیڈریشن سے مکمل آزادی کا اعلان کرنا ماسکو کے حکمرانوں کے لیے قطعاً

قابلِ قبول نہیں تھا۔ صدر بورس یلسن کا فوری ردِّعمل یہ تھا کہ انہوں نے جمہوریہ چیچن کے اعلان آزادی کو یکسر مسترد کر دیا۔ اور جمہوریہ میں ہنگامی حالت کے نفاذ کا اعلان کیا۔ لیکن ان کے اس فیصلے کو خود روسی پارلیمنٹ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی جانب سے صدر بورس یلسن کو اس بات کی ہدایت کی گئی کہ وہ "چیچن حکومت اور قیادت کے ساتھ مذاکرات اور دیگر پرامن ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معاملات طے کریں"[14]۔ ماسکو میں صدر یلسن کی حکومت جب سے "پرامن" ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے چیچن قیادت کے ساتھ معاملات طے کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ یہ "پُرامن ذرائع" کیا ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لیے روسی ذہنیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ روسیوں کے مطابق "قیامِ امن" کا مشن تاریخ کی طرف سے انہیں سونپا گیا ہے[15]۔ لیکن "پرامن" ذرائع سے "قیامِ امن کا تاریخی مشن" سرانجام دینے کے لیے متعلقہ علاقے میں بدامنی، انتشار، انارکی اور خانہ جنگی کا پھوٹ پڑنا انتہائی ضروری ہے۔ بالفاظِ دیگر بدامنی اور خانہ جنگی برپا کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ روسیوں کو اپنا تاریخی مشن سرانجام دینے کا موقع مل سکے۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں ہے۔ اس کی زندہ مثالیں جارجیا اور آذربائیجان میں بالترتیب ابخازیا اور نگورنوکاراباخ کے مسائل میں روسیوں کا کردار ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں کی "خودسر" اور ماسکو سے "مکمل آزادی" کے بخار میں مبتلا حکومتوں کو روسی بالادستی کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

روسیوں کا کردار

اسی پس منظر میں نومبر ۹۱ء میں چیچن جمہوریہ کی طرف سے اعلان آزادی کے بعد سے ماسکو کے حکمرانوں نے جمہوریہ کے اندر داخلی انتشار، فسادات اور خانہ جنگی برپا کرانے کے کسی بھی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ ماسکو کی قیادت مسلسل ایسی "پُرامن" کارروائیوں میں مصروف رہی ہے جن کا منتہائے مقصود بقول کسے "جمہوریہ میں حکومت اور حزبِ مخالف کو ایک ایسے خونی تصادم کی طرف دھکیلنا ہے جس کے نتیجے میں "خودساختہ آزادی" کی دعویدار اس مسلم جمہوریہ کے دونوں متحارب فریق ایک دوسرے کے خلاف اپنی پوری قوت استعمال کر کے نہ صرف کمزور ہو جائیں بلکہ ختم ہو کر رہ جائیں تاکہ جب بالآخر روسی افواج وہاں داخل کی جائیں تو نہ تو "مداخلت" کے لیے متحارب فریقین کا وجود باقی رہا ہو اور نہ ہی تختہ الٹنے کے لیے وہاں کسی حکومت کا وجود باقی ہو۔ ایسی صورت میں روسی افواج کا کام "پرامن" طور پر جمہوریہ کے منقسم اور منتشر علاقوں کو سمیٹ کر دوبارہ اپنی سلطنت میں شامل کرنا ہو گا"[16]۔

اس سلسلہ میں ماسکو نے جمہوریہ چیچن میں خانہ جنگی برپا کرانے کے لیے متعدد محاذوں کا

استخاب کیا ہے۔ جن میں جمہوریہ کے چیچن اور انگوش قبائل کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر مسلح تصادم میں بدلنا، جمہوریہ چیچن اور جمہوریہ داغستان کے درمیان کشیدہ صورتِ حال سے فائدہ اٹھا کر جمہوریہ داغستان کو چیچن کے خلاف جنگ برپا کرنے پر برانگیختہ کرنا اور خود چیچن جمہوریہ کے اندر ماسکو نواز کمیونسٹ عناصر کو مادی اخلاقی اور فوجی امداد دے کر حکومت کے خلاف مسلسل مصروف جنگ رکھ کر ماسکو کی افواج کے گروزنی کی طرف پرامن مارچ کے لیے راہ ہموار کرنا شامل ہیں۔ مزید یہ کہ ماسکو چیچن جمہوریہ کے خلاف اقتصادی پابندیوں کا گھیرا تنگ کر رہی ہے۔ اور چیچنیا سے خریدے گئے تیل کی قیمت کے سلسلے میں چیچنیا کو واجب الاداء رقوم واگذار نہیں کر رہی ہے۔ اگست میں روسی حکومت نے ماسکو اور چیچن دارالحکومت گروزنی کے درمیان ہوائی ٹریفک بھی معطل کر دی ہے۔ روسیوں کے خیال میں یہ تمام "پرامن ذرائع" ہیں جنہیں استعمال کر کے چیچین قیادت اور عوام کی "خود سری" اور "بغاوت" پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

براہ راست فوجی مداخلت کیوں نہیں؟

آخر ماسکو کو جمہوریہ چیچن میں، جسے وہ بدستور رشین فیڈریشن کا حصہ سمجھتی ہے، براہ راست فوجی مداخلت کر کے "آزادی پسند باغیوں" کو خود سری کا مزہ چکھانے سے کیا چیز روک رہی ہے۔ جبکہ دوسری طرف تاجکستان میں، جس کی آزادی اور استقلال کو خود ماسکو تسلیم کرتا ہے، وہاں کے عوام اور حزبِ مخالف کی مخالفت کے علی الرغم روسی افواج "آزاد ممالک کی دولت مشترکہ کی امن افواج" کی چھتری تلے "باغیوں" کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ اس کی وجہ بظاہر صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ماسکو کے حکمران تاجکستان میں متحارب فریقوں میں سے کم از کم ایک فریق کے ساتھ کسی حد تک مخلص ہیں۔ دوشنبے میں ماسکو نواز کمیونسٹ عناصر کی مستحکم پوزیشن اور حکومت پر ان کی گرفت گوناگوں روسی مفادات کی نگہداشت کے لیے ضروری ہے۔ یہ روسی مفادات کیا ہیں؟ اس کی وضاحت کا یہ موقع نہیں ہے۔ شمالی قفقاز میں واقع جمہوریہ چیچن میں حالات یکسر مختلف ہیں۔ ماسکو کے لیے جمہوریہ چیچنیا ہی کی نہیں بلکہ پورے شمالی قفقاز کے خطے کی تمام مسلم آبادی ناقابلِ اعتبار ہے۔ جن پر قابو پانے کے لیے اور انہیں اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے ماسکو کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ انہیں آپس میں لڑوا کر ان کی قوت توڑ دے۔ یہاں روسیوں کے لیے حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف میں فرق و امتیاز کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

ماسکو نے جمہوریہ چیچن کی طرف سے اعلانِ آزادی کے بعد نومبر ۱۹۹۱ء ہی میں چیچن دارالحکومت گروزنی میں روسی افواج بھیجنے کی کوشش کی تھی لیکن مقامی آبادی کی زبردست مزاحمت کی وجہ سے ماسکو کو

اپنا ارادہ بدلنا پڑا[۱۷]۔ ماسکو کے حکمران کم از کم شمالی قفقاز کے علاقوں میں براہِ راست فوجی مداخلت کو روسی مفادات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ جمہوریہ چیچن کی حد تک اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں روسیوں کو، باستثنائے معدودے چند اشخاص کے ایسے عناصر نہیں مل سکے ہیں جو ماسکو کے ساتھ دوبارہ الحاق کے خواہشمند ہوں اور انہیں اس سلسلہ میں عوامی تائید بھی حاصل ہو۔ ڈان لدی گارڈین نیوز سروس کے جیمز میک (James Meek) کے بقول (It is hard to find Chechens who desire to see their Country reunited with Russia) یعنی ایسے چیچن لوگ مشکل سے ملتے ہیں جو اپنے ملک کو دوبارہ روس میں شامل ہوتا دیکھنے کی خواہش رکھتے ہوں[۱۸]۔ "نیوز ویک" کی ڈور نڈا ایلیٹ (Dorinda Elliatt) کہتی ہیں "In Chechenya, both sides vow they will unite and fight to the end if Russia invades." یعنی جمہوریہ چیچن میں دونوں اطراف (حکومت اور حزبِ مخالف) حلفیہ عہد کرتے ہیں کہ روسی یلغار کی صورت میں وہ متحد ہو کر موت تک روسیوں کے خلاف لڑیں گے[۱۹]۔

امام منصور، امام شامل اور ازون حاجی کی اس سرزمین میں روسیوں نے "آزادی کے بخار میں مبتلاء" چیچن مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ان کی قوت توڑنے کی جو پالیسی اپنائی ہے وہ اس حقیقت کی غماز ہے کہ روسیوں نے شمالی قفقاز کے اس خطے میں ۱۷۳۷ء سے ۱۹۲۰ء تک کے عرصہ میں ان کوہستانی مسلمانوں کو طوقِ غلامی میں جکڑنے کے لیے لڑی گئی جنگوں اور ان میں، مذہبی رہنماؤں، علماء اور مشائخ کی قیادت میں جذبۂ حرّیت سے سرشار، مقامی مسلمانوں کی روسیوں کے خلاف زبردست مقاومت سے جو سبق سیکھے تھے وہ ماسکو کے موجودہ حکمرانوں نے بھلائے نہیں ہیں۔ بعض اندازوں کے مطابق "انیسویں صدی کے آواخر میں چیچن عوام نے (۱۸۷۷ء میں روس اور عثمانی ترکی کے درمیان جنگ چھڑنے کے دوران نقشبندی اور قادریہ سلسلہ ہائے تصوف کے مشائخ کی قیادت میں) روسی استعمار کے خلاف جو ایک ملک گیر بغاوت کی، صرف اس ایک "بغاوت" کو کچلنے کے لیے زار شاہی افواج تیس سال تک مقامی گوریلا افواج سے لڑتی رہیں۔ اس دوران تین لاکھ روسی فوجی کام آئے۔ مزید یہ کہ زار شاہی روسی سلطنت کے خزانے کا ایک معتد بہ حصہ ان جنگوں کی نذر ہوگیا"[۲۰]۔

یہ وہ پس منظر ہے جس میں ماسکو کے توسیع پسند حکمرانوں کی طرف سے جمہوریہ چیچین میں اختیار کردہ حکمتِ عملی کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ سابقہ سویت سلطنت کی از سر نو شیرازہ بندی کرنے کی خواہشمند روسی قیادت جمہوریہ چیچن کو براہِ راست روسی فوجی مداخلت کے بغیر فتح کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ بقول صدر بورس یلسن کے "چیچنیا میں فوجی مداخلت ناممکن ہے۔ اگر ہم نے چیچنیا میں (فوجی) طاقت استعمال کی تو پورا خطّہ قفقاز ہمارے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور اتنی خونریزی ہو گی جس کے لیے کوئی بھی ہمیں معاف نہیں کر سکے گا"[۲۱]۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمہوریہ چیچن کے

خلاف فوجی طاقت کسی بھی طور استعمال نہیں کی جائے گی۔ چیچنیا کے خلاف فوجی طاقت استعمال کی جا رہی ہے لیکن فوجی طاقت کا یہ استعمال "پرامن" ہے اور "پرامن" رہے گا۔ کیسے؟ اس سوال کے جواب کے لیے چند اخباری رپورٹیں ملاحظہ فرمائیں۔

> "منگل (۱۲ اگست ۹۴) کو چیچنیا میں کشیدگی بڑھ جانے کے پیش نظر جمہوریہ چیچنیا کی سرحدات پر روسی افواج کو انتہائی تیاری کی حالت (Higher State Of alert) میں رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے"[۲۲]۔

اور

> "خبر رساں ایجنسی انٹر فیکس کے مطابق جمہوریہ چیچن کے داخلی امن و امان کے ذمہ دار سلطان گلیسخانوف نے کہا ہے کہ روسی ہیلی کاپٹروں کو چیچن سرحدات عبور کر کے دارالحکومت گروزنی کے باہر حزب مخالف کے مراکز میں اسلحہ پہنچاتے ہوئے دیکھا گیا ہے"[۲۳]۔

گویا کہ سیاسی بنیادوں پر حکومت کی مخالفت کرنے والی حزب مخالف کو اسلحہ کی ترسیل اور ملک کی سرحدات پر مجتمع روسی فوجوں کو انتہائی تیاری کی حالت میں رہنے کا حکم دے کر اسے حکومت کے خلاف مسلح بغاوت برپا کرنے کی شہ دینا روسیوں کے نزدیک فوجی مداخلت نہیں ہے۔ باہر کی دنیا چاہے اسے دہشت گردی کہے روسیوں کے نزدیک اس طرح کی کارروائیاں کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ بقول صدر یلسن "صحت مند سیاسی قوتوں کو متحد کر کے جمہوریہ چیچن کو اس کے پرپیچ اور مشکل اقتصادی اور سیاسی بحرانوں سے نکالا جا سکے اور چیچن عوام کے پُرامن زندگی گزارنے کے حق کا دفاع کیا جا سکے"[۲۴]۔

چیچن عوام کے پرامن زندگی گزارنے کے اس حق کی نگہداشت اور انہیں اقتصادی مشکلات سے نکالنے کے لیے روسی حکومت انہیں مسلح کر کے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لیے تیار کرنے کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کر رہی ہے۔ اس نے انہیں اس معاشی بدحالی سے بچانے کے لیے جس کا سبب خود اس کی طرف سے ان کے ملک کا معاشی مقاطعہ ہے، اپنے خزانے کی تجوریاں کھول دی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ خود روسی شہریوں کا پیٹ کاٹ کر جس فراوانی سے ماسکو چیچنیا کے "عوام" کو روبل فراہم کر رہا ہے اس کی مستحق چیچن عوام کی منتخب کردہ حکومت نہیں ہے۔ بلکہ روسی خواہشات کی تکمیل میں ممدّو معاونِ حزبِ اختلاف کے وہ رہنما ہیں جو یا تو جان بوجھ کر اور یا پھر ناسمجھی میں ملک کو دوبارہ غلامی کی راہ پر دھکیل رہے ہیں۔

دی اکانومسٹ (۲۴ ستمبر ۹۴ء) کی رپورٹ کے مطابق حزب مخالف کے لیڈر عمر افتر خانوف حال ہی میں ماسکو سے دس بلین روبل کی خطیر رقم لے کر واپس آئے ہیں۔ خود افتر خانوف ہی کے بیان

کے مطابق یہ رقم حکومت کے خلاف عوامی تائید حاصل کرنے پر صرف کی جائے گی۔ افتر خانوف کی قیادت میں حزب مخالف کی عبوری کونسل (کے مذ ہ کھہسہ) اور روسی افواج کے "کمرشل ونگ" کے مابین گہرے روابط ہیں۔ اُدھر ماسکو کی طرف سے اپوزیشن کے زیر انتظام علاقوں میں مسلسل فوجی مشیروں اور انجنیئروں کے وفود بھیجے جا رہے ہیں تاکہ حزب مخالف کی مسلح ملیشیا کو "صحیح وقت پر صحیح بٹن دبانے" کی تربیت دی جاسکے۔

حزبِ مخالف کے نامنسکوئی میں قائم فوجی مرکز کے ترجمان لیچا صالخوف کے مطابق حالیہ دنوں میں حزب مخالف کی عبوری کونسل نے چار بلین روبل امداد کی ایک اور قسط ماسکو سے وصول کی ہے جو صالخوف کے مطابق مفاد عامہ کے "منصوبوں" پر خرچ کی جائے گی۔ دوسری طرف ماسکو کی طرف سے جمہوریہ چیچن کی منتخب قیادت کے خلاف نافذ کی گئی اقتصادی پابندیوں کے نتیجے میں جمہوریہ کے تیل نکالنے والے کنووں کی مشینری زنگ آلود ہو چکی ہے، فیکٹریاں اور کارخانے بند ہو چکے ہیں۔ ہسپتالوں میں دوائیں اور آلات جراحی ناپید ہو چکی ہیں۔ سکول و کالج اور دیگر تعلیمی اداروں میں فرنیچر تک ندارد ہے۔ مہینوں سے سرکاری ملازمین کو تنخواہیں نہیں ادا کی جاسکی ہیں۔ صدر دودائیف کے مطابق ماسکو کی اس دوغلی پالیسی کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ جمہوریہ چیچن کو دوبارہ ماسکو کی غلامی قبول کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ چیچن وزیر اقتصادیات نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ جمہوریہ میں سرکاری ملازمین کو تنخواہیں اور پنشن کی ادائیگی نہیں کی جارہی ہے، کہا کہ ماسکو کی طرف سے حزبِ مخالف کو جو فراخدلانہ مالی امداد دی جارہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ماسکو کے حکمرانوں کے خیال میں وہ ہر ایسی دستاویز پر دستخط کرنے کو تیار ہے جس کا مقصد چیچنیا کو دوبارہ روسی فیڈریشن کا حصہ بنانا ہو[۲۵]۔

چیچن عوام اور ان کا رویّہ

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا خود حزب مخالف کے رہنماؤں کے بیانات کے مطابق ماسکو سے ملنے والی اس امداد کو (ماسکو ہی کی طرف سے جمہوریہ کی حکومت کے خلاف لگائی جانے والی اقتصادی پابندیوں سے متاثرہ) عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر عوام کی اقتصادی بدحالی اور معاشی پریشانیوں کو ختم کرنا ہی مقصد ہے تو وہ ماسکو کی حکومت سے، جو بہرحال اس وقت ان پر حد سے زیادہ مہربان نظر آتی ہے، جمہوریہ کے خلاف عائد اقتصادی مقاطعہ ختم کرنے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ حبّ وطن کا تقاضا تو یہی ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہے حزب مخالف صرف اور صرف عوامی تائید خریدنا چاہتی ہے۔ نامنسکوئی میں حزب مخالف کے ایک مشیر نے کہا ہے "ہم عوامی تائید چاہتے ہیں۔ ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم ہی [چیچن کے] معاشرتی مسائل حل کر سکتے ہیں"[۲۶]۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیچن عوام کا وہ طبقہ بھی جو ماسکو کی طرف سے اپوزیشن کو ملنے والی اس فراخدلانہ امداد سے براہ راست مستفید ہو رہا ہے، اس امداد کو ماسکو کے ذمہ واجب الاداء اپنا حق سمجھ کر ایک شان استغناء سے قبول کر رہا ہے اور اس کے بدلے میں اپنی آزادی و خود مختاری سے دستکش ہونے پر قطعاً تیار نہیں ہے۔ چیچن عوام کے اس روّیے کے بارے میں "دی اکانومسٹ" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ ہم اس اقتباس کی اصل انگریزی عبارت نقل کر رہے ہیں۔

".....[Prewsident Dudayev] Can also claim to a remarkable durable kernal of Popularity among ordinary Chechens, who still rever him,warts and all, for his robust defiance of the old Russian enemy."

یعنی من جملہ دیگر باتوں کے صدر دودائیف بجا طور پر عام چیچن آبادی میں مقبولیت کی ایک غیر معمولی اور پائیدار شرح کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ چیچن آبادی ابھی تک قدیم روسی دشمنوں کے سامنے ڈٹ جانے کی وجہ سے، ان کی تمام خوبیوں اور خامیوں سمیت، ان کی پرستش کرتی ہے"[۲۷]۔

بالفاظِ دیگر چیچن عوام اگرچہ معاشی بدحالی کا مقابلہ کرنے کے لیے روسی گماشتوں کے ذریعے ماسکو سے ملنے والی "امداد" قبول کر رہے ہیں لیکن وہ اسے اپنی آزادی کی قیمت قطعاً نہیں سمجھتے۔ ان کی غیر متزلزل تائید بہر حال صدر دودائیف کو حاصل ہے جنہیں وہ اپنی آزادی کا ہیرو سمجھتے ہیں۔

روسی ذرائع ابلاغ کا پروپیگنڈہ اور اس کے مقاصد

ماسکو پچھلے چند ماہ سے چیچن حکومت اور خاص کر صدر دودائیف کو بدنام کرنے کے لیے زبردست پروپیگنڈہ مہم میں مصروف ہے۔ روسی ذرائع ابلاغ عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی برادری کو یہ تاثر دینے کی زبردست کوششوں میں مصروف ہیں کہ گروزنی کے حکام بدمعاشوں کا ایک ایسا ٹولہ ہے جو ہر قسم کے جرائم پیشہ افراد اور گروہوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ چیچن دارالحکومت گروزنی کو (Gangster Capital) کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد عالمی رائے عامہ کی توجہ اس اہم مسئلہ سے ہٹانا ہے کہ کیا جمہوریہ چیچن کو اپنی آزادی کی حفاظت اور اپنی خود مختاری کا دفاع کرنے کا حق حاصل ہے یا اسے روسیوں کی بالادستی قبول کرتے ہوئے دوبارہ ماسکو کی غلامی قبول کر لینی چاہیے؟

روسی پروپیگنڈہ کے برعکس چیچن عوام جرائم سے اتنی ہی نفرت کرتے ہیں جتنی کوئی اور امن پسند قوم کر سکتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ماسکو سے آزادی کے بعد کے تین سالوں میں ان کے ساتھ عالمی برادری اور خاص کر عالمِ اسلام کی طرف سے لاتعلقی اور لاپروائی کا جو سلوک روا رکھا گیا ہے اس کی وجہ

سے وہ کسی حد تک مایوسی کا شکار ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ماسکو کی طرف سے ان کے ملک کے خلاف نافذ کی گئی اقتصادی پابندیوں نے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ایسی صورت حال میں اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ معاشرہ کے بعض ناپسندیدہ عناصر مایوسی کی حالت میں مجرمانہ سرگرمیوں میں پناہ ڈھونڈیں۔ بہرحال گروزنی کے حکام کے مطابق اکثر مجرمانہ کارروائیوں کے پیچھے روسی منصوبہ سازوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو نہ صرف چیچن معاشرہ میں عدم استحکام پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ عالمی رائے عامہ کے سامنے چیچن حکام کو دہشت گرد اور چیچن عوام کو غیر مہذب لٹیروں کے روپ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

روسی سازشیں اور صدر دودائیف کی حکمت عملی

روسیوں نے جمہوریہ چیچنیا میں عدم استحکام اور خانہ جنگی برپا کرانے کے لیے سب سے پہلے جمہوریہ کے چیچن اور انگوش قبائل میں اُن اختلافات کو ہوا دی جن کے خالق خود روسی تھے۔ جب روسی ان دونوں قومیتوں کو باہم دیگر دست و گریباں کرنے میں ناکام ہوئے تو روسی پارلیمنٹ نے جون ۱۹۹۲ء میں انگشتیا کو روسی فیڈریشن کے اندر الگ جمہوریہ کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ نومبر ۱۹۹۲ء میں روسیوں ہی کی سازشوں سے انگشتیا اور شمالی اوسیشیا کے مابین کشیدگی کو بڑھایا گیا یہاں تک کہ نوبت سرحدی جھڑپوں تک پہنچی[۲۸]۔ بظاہر روسیوں کا مقصد چیچن حکومت کو اس بات پر انگیختہ کرنا تھا کہ وہ انگوش قبائل کے علاقے میں فوجی کارروائی کر کے جمہوریہ چیچن کی سرزمین پر موجود CIS اور روسی افواج کو متحرک کرنے کا بہانہ مہیا کرے۔ لیکن چیچن صدر جنرل دودائیف "گھر کا بھیدی" ہونے کی حیثیت سے ان روسی سازشوں سے بخوبی آگاہ تھے چنانچہ وہ روسیوں کی ان چالوں میں نہ آئے۔ اگرچہ انھوں نے برملا روسی حکومت پر الزام لگایا کہ "وہ چیچن اور انگوش عوام میں، جو صدیوں سے اکھٹے رہتے چلے آ رہے ہیں، پھوٹ ڈلوا رہی ہے"، تاہم انھوں نے معاملے کی نزاکت اور اس چال کے پیچھے ماسکو کے عزائم کو سمجھتے ہوئے اعلان کیا کہ "اگر انگشتیا کے عوام اپنی خواہش اور مرضی سے جمہوریہ چیچن سے علیحدگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ان کی راہ میں مزاحم نہیں ہوں گے"[۲۹]۔ صدر دودائیف کے اس اعلان نے چیچن اور انگوش عوام کے درمیان کشیدگی کو مسلح تصادم میں بدلنے سے بچا لیا۔ چنانچہ انگشتیا کے علاقے میں رائے عامہ کے قائدین نے اعلان کیا کہ وہ "چیچن جمہوریہ سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتے" لیکن انہیں "چیچن اور انگشتیا کے درمیان ۱۹۳۴ء کی سوویت حکومت کی کھینچی ہوئی سرحد بھی قابلِ قبول نہیں ہے"[۳۰]۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ گروزنی کے حکام نے انگشتیا کی چیچن جمہوریہ سے علیحدگی کو بالفعل (De facto) تسلیم کر لیا ہے جہاں فروری ۱۹۹۳ء میں صدارتی انتخابات ہوئے اور صدارت

کے واحد امیدوار جنرل رسلان عاشیف کو صدر (جمہوریہ انگشتیا) منتخب کر لیا گیا۔

رشین فیڈریشن کے زیرِ انتظام داغستان Assr میں چیچن آبادی، "کومیک" قبائل اور "لک" (Luck) آبادیوں میں اخوفسکی کے علاقے کے مستقبل کے بارے میں اختلافات کو بڑھا کر ماسکو نے چیچن حکومت کو یہاں بھی فوجی مداخلت پر برانگیختہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہاں بھی ان کی چال کامیاب نہیں ہو سکی۔ روسیوں کے لیے سب سے پریشان کن بات یہ ہے کہ چیچنیا میں ان کا پالا ایک ایسے "باغی" سے پڑا ہے، جس کی تربیت خود انہی کے ہاتھوں ہوئی۔ جمہوریہ داغستان کی چیچن آبادی اخوفسکی کے علاقے میں نئے سرے سے آباد ہونے کی اجازت ملنے کے لیے تحریک چلا رہی ہے۔ جہاں وہ ۱۹۴۳ء میں وطن بدر کیے جانے سے قبل آباد تھے۔ اخوفسکی کے علاقے میں اس وقت لک یا لوک (Luck) قبائل رہائش پذیر ہیں۔ دوسری طرف کومیک (Kumyk) قبائل کا دعویٰ ہے کہ اخوفسکی کا علاقہ زمانۂ قدیم سے ان کا وطن رہا ہے اور چیچن سے زیادہ ان کا اس علاقے میں آباد ہونے کا حق ہے[۳۱]۔

گروزنی کے حکام کو "راہ راست" پر لانے کے لیے ماسکو نے ترپ کا ایک اور پتہ بھی استعمال کیا لیکن مقابل کھلاڑی کے ماہر فن ہونے کی وجہ سے مسکووی کے توسیع پسندوں کی یہ چال بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ ماسکو کے حکمرانوں نے، جو بیرونی دنیا اور خاص کر مغرب کو یہ تاثر دینے میں کسی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں کہ سابق سوویت یونین کے تقریباً تمام علاقوں میں روسی شہریوں کی ایک معتد بہ تعداد کی موجودگی کی بنا پر ان علاقوں میں ان کی "علاقائی پولیس مین" کی حیثیت ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے، خود روسی فیڈریشن میں رہائش پذیر چیچن شہریوں کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کی پشت پناہی کر کے چیچن حکومت اور عوام کی روسیوں کے خلاف شدید نفرت کے جذبات کو، جن کی جڑیں صدیوں پرانی ہیں، مزید بڑھکا کر انہیں چیچن جمہوریہ میں آباد روسی آبادی کے خلاف انتقامی کارروائیوں پر ابھارنے کی سر توڑ کوششیں کیں۔

۱۸ اپریل ۹۲ء کو جاری ہونے والے چیچن وزارتِ خارجہ کے ایک بیان کے مطابق روسی فیڈریشن کے وولگوراڈ، روستوف، ستافروپول اور دیگر متعدد علاقوں میں چیچن آبادی کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ انہیں طبی سہولتوں سے محروم رکھنے کی پالیسی اختیار کی گئی۔ ان کے لیے خوراک کے حصول کو مشکل بنا دیا گیا۔ انہیں ملازمتوں سے نکالا گیا اور ذاتی جائیداد رکھنے کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ بیان کے مطابق روسی فیڈریشن کے کئی علاقوں میں مقامی حکام کی ایماء پر ایسی ریلیوں اور مظاہروں کا اہتمام کیا گیا جن میں چیچن شہریوں کو روسی علاقوں سے نکال باہر کرنے کے مطالبات پر مشتمل قرار دادیں پیش کی گئیں۔ چیچن حکومت نے روسی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ روسی علاقوں میں امن و امان کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے فوری اقدامات کرے اور مقامی حکام کو ہدایات جاری کرے کہ وہ ایسی سرگرمیوں

سے باز رہیں جو نہ صرف جمہوریہ چیچن میں بلکہ خود روسی علاقوں میں آبادی کے مختلف طبقوں کے درمیان کشیدگی بڑھانے کا موجب بن رہی ہیں۔ صدر دودائیف اور ان کی حکومت نے نہ صرف چیچن عوام کو جمہوریہ چیچن میں موجود روسی آبادی کے خلاف انتقامی کارروائیوں سے باز رہنے کی تلقین کی بلکہ سرکاری طور پر روسی ذرائع ابلاغ میں چھپنے اور نشر ہونے والی ان رپورٹوں کی بھی تردید کی جن میں کہا گیا تھا کہ گروزنی کے صدارتی محل سے جاری ہونے والے ایک فرمان کے ذریعہ جمہوریہ چیچن سے روسی آبادی کو ملک بدر کرنے کے احکامات صادر کیے گئے ہیں۔ صدر دودائیف سے جب ان کے اس مبیّنہ فرمان کے متعلق رپورٹوں پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے کہا " یہ بالکل بے معنی اور فضول ہیں (It is hogwash)"[۳۲]۔

چیچن جمہوریہ میں چیچن عوام اور روسی آبادی کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے اور مزید یہ کہ اس کشیدگی کو مسلح تصادم میں بدلنے کے لیے روسیوں نے جمہوریہ چیچن میں کوسک آبادی (جو بزعم خود صدیوں سے سلطنت روس کے سرحدی محافظوں (Border Guards) کا کردار ادا کر رہی ہے) کے خصوصی مسلح دستوں کی تشکیل میں عملی امداد فراہم کی[۳۳]۔ اگرچہ چیچن حکومت نے اس اشتعال انگیز عمل پر ماسکو سے احتجاج کیا۔ تاہم اس کی طرف سے اس سلسلے میں جس صبر و تحمل کا مظاہرہ ہوا اس کے نتیجے میں کسی قسم کی ناخوشگوار صورتِ حال پیدا نہ ہو سکی۔

جمہوریہ چیچن میں داخلی فسادات اور انتشار برپا کرانے کی ان روسی کوششوں کا ایک الٹا اثر یہ ہوا کہ فروری ۹۲ء میں داغستان اور شمالی اوسیشیا کی طرف سے خصوصی ملیشیا (OMON) یونٹوں کے گروزنی کی طرف بڑھنے اور گروزنی میں روسی اہلِ کاروں اور ان کے خاندانوں کی حفاظت کی غرض سے چھاتہ بردار فوج اتارنے کی خبروں کے بعد سے چیچنیا میں آباد روسی شہریوں نے ازخود چیچنیا چھوڑ کر روسی فیڈریشن کے علاقوں کی طرف ہجرت شروع کر دی[۳۴]۔ چنانچہ روسی ہفت روزہ اخبار میگا پولس ایکسپریس (Megapolis Express) کی رپورٹ کے مطابق نومبر ۹۱ء میں جمہوریہ چیچن کے اعلان آزادی کے بعد سے فروری ۹۲ء کے اواخر تک پچاس ہزار روسی چیچن چھوڑ کر روسی علاقوں کی طرف ہجرت کر چکے تھے[۳۵]۔

جمہوریہ چیچن میں عدم استحکام پیدا کرنے اور وہاں خانہ جنگی برپا کرانے کے لیے ان تمام روسی حربوں کی ناکامی کے بعد ماسکو نے اپنی تمام تر توجہ خود چیچن عوام میں پھوٹ ڈلوانے پر مرکوز کر دی۔ ماسکو کی یہ کوششیں اس وقت رنگ لائیں جب ماہ جون (۱۹۹۴ء) میں صدر دودائیف کی وفادار افواج اور حزب مخالف کے مسلح دستوں میں باقاعدہ جھڑپوں کا آغاز ہوا۔ ان جھڑپوں کی ابتداء حزب مخالف کے مسلح ملیشیا کے افراد کی طرف سے دارالحکومت گروزنی میں حکومت مخالف مظاہروں سے ہوئی[۳۶]۔ حزبِ مخالف سے تعلق رکھنے والے ان مسلح مظاہرین نے حکومتی عمارات میں توڑ پھوڑ کی اور صدارتی محل کا

گھیراؤ کر کے صدر دودائیف کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی۔ صدر کی وفادار افواج (نیشنل گارڈز) نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔

وسط جون (۹۴ء) میں ماسکو کی طرف سے ایک نسبتاً نچلی سطح کا سرکاری وفد چیچن دارالحکومت گروزنی بھجوایا گیا[۳۷]۔ جس سے یہ امید ہو چلی تھی کہ شاید ماسکو صدر دودائیف سے برابری کی سطح پر بات چیت کے لیے تیار ہے۔ لیکن بعد کے دنوں میں رونما ہونے والے واقعات نے گروزنی میں اس روسی وفد کی آمد سے متعلق تمام تر توقعات کو غلط ثابت کر دیا۔ ماسکو نے صدر دودائیف کی حکومت کا تختہ الٹنے اور فریقین کی عسکری طاقت کو ختم کرنے کے لیے حزبِ مخالف کی پیٹھ ٹھونکنے اور اسے مالی، فوجی، سیاسی اور اخلاقی امداد دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس کے نتیجے میں فریقین کے درمیان مسلح جھڑپوں کا دائرہ مزید وسیع ہو گیا۔

جولائی (۹۴ء) میں صدر دودائیف کی حکومت کی طرف سے دارالحکومت غروزنی میں کرفیو کے نفاذ کا اعلان کیا گیا جبکہ اگست (۹۴ء) میں ہنگامی حالت نافذ کر دی گئی۔ فوج کو باغیوں سے نمٹنے کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ منگل ۲ اگست کو حزب مخالف کی "چیچنیا عبوری کونسل" نے دعویٰ کیا کہ اس نے چیچنیا کے بعض اہم علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ روسی ٹیلی ویژن پر عبوری کونسل کے لیڈر عمر افتر خانوف کو یہ کہتے ہوئے دکھایا گیا کہ "دودائیف کی غیر جمہوری اور مجرمانہ سرگرمیوں کی محافظ فوجی آمریت کا تختہ الٹ دیا گیا ہے"۔ لیکن چشم دید گواہان کے مطابق صورتِ حال صدر دودائیف کی حکومت کے کنٹرول میں تھی۔ حکومت کے ایک ترجمان نے کہا "عبوری کونسل ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"۔ خبر رساں ایجنسی رائٹر کے ایک کیمرہ مین نے دارالحکومت گروزنی سے اس بات کی تصدیق کی کہ صورتِ حال بظاہر صدر دودائیف کے کنٹرول میں ہے اور حکومت بدلنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے"[۳۸]۔

سوموار ۸ اگست کو حزبِ مخالف کی عبوری کونسل نے جمہوریہ کے شمال میں واقع نادترچنی کے علاقے میں ایک متوازی حکومت کی تشکیل کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اس متوازی حکومت کو جمہوریہ کے بیشتر علاقوں پر کنٹرول حاصل ہے۔ اس کے دوسرے ہی روز گروزنی کے حکام نے حزبِ مخالف کے ان دعوؤں کی تردید کی اور کہا کہ نادترچنی کے علاوہ اور کوئی بھی علاقہ حکومت - حزب مخالف کشمکش سے متاثر نہیں ہوا ہے۔ چیچن افواج کے سربراہ اسلم مخادوف نے اعلان کیا کہ فوج آخر تک صدر دودائیف کی وفادار رہے گی۔ صدر یلسن نے صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا "صدر دودائیف چیچنیا میں قومیت کا بخار بھڑکا رہے ہیں"[۳۹]۔

سوموار ۱۱ اگست کو روسی پارلیمنٹ کے سابق سپیکر رسلان خسبلاتوف کو چیچنیا سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ خسبلاتوف سوموار ۸ اگست کو بقول ان کے، صدر دودائیف اور ان کے مخالفین میں صلح

کروانے کی غرض سے چیچنیا آئے تھے۔ لیکن یہاں پہنچتے ہی انہوں نے صدر دودائیف اور ان کی حکومت کے مخالفین کی قیادت سنبھال لی تھی۔ حکومت نے خسبلاتوف کی چیچن شہریت بھی معطل کر دی۔ خسبلاتوف کی ملک بدری اور اس کی شہریت کی معطلی کے یہ فیصلے حکمران جماعت "کانگریس آف چیچن پیپل" کے ایک اجلاس کی قراردادوں کی روشنی میں کیے گئے جس میں جمہوریہ کے تمام علاقوں سے ڈیڑھ ہزار مندوبین نے شرکت کی۔ صدر دودائیف نے ماسکو کے ایجنٹوں سے نپٹنے کے لیے عام لام بندی کا بھی حکم دیا[40]۔

بدھ ۱۴ ستمبر کی رات کو حزبِ مخالف کی طرف سے دارالحکومت غروزنی میں ٹیلی ویژن ٹاور کو نذرِ آتش کرنے کے بعد صدر جنرل دودائیف نے جمعرات ۱۵ ستمبر کو ایک فرمان کے ذریعے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا[41]۔ اسی فرمان کے ذریعہ جولائی سے دارالحکومت گروزنی میں نافذ کرفیو کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے پورے ملک میں اس کے نفاذ کا اعلان کیا گیا۔ سرحدات کی نگرانی سخت کرتے ہوئے شہریوں کے بیرونِ ملک سفر پر پابندی عائد کر دی گئی۔ سرکاری تنصیبات کی حفاظت و نگرانی سخت کرنے کی ہدایت کی گئی اور ان علاقوں میں نقل و حرکت کی کڑی نگرانی کے احکامات صادر ہوئے جو متوقع طور پر حکومت کے خلاف حزب مخالف کی مسلح کارروائیوں کا مرکز ثابت ہو سکتے تھے۔ ۱۵ ستمبر کے اس صدارتی فرمان میں ماسکو کو جمہوریہ چیچن میں سیاسی عدم استحکام پیدا کرنے اور خانہ جنگی برپا کرانے کے لیے موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے کہا گیا "روسی جوابی سراغ رساں ایجنسیاں جمہوریہ چیچن میں ایک مسلح داخلی تصادم کی کیفیت پیدا کرنے کے لیے حزب مخالف کی مسلح ملیشیا فورس کو استعمال کر رہی ہیں"[42]۔ ماسکو کی حکومت کی طرف سے گروزنی کے خلاف جوابی الزامات لگائے گئے کہ "وہ رشین فیڈریشن کی جنوبی سرحدات پر واقع شمالی قفقاز کے کوہستانی علاقوں میں نسلی فسادات کی آگ بھڑکانے اور جرائم کی پشت پناہی میں مصروف ہے"[43]۔

واقعات کے اس تسلسل سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کریملن جہاں ایک طرف جمہوریہ چیچن کی آزادی کا "پرامن" خاتمہ چاہتا ہے وہیں وہ صدر دودائیف کی خودسری اور جمہوریہ چیچن کی "خودساختہ" آزادی کے زوال (Down Fall) کے لیے اس کی طرف سے بھڑکائی گئی خونریز جنگ میں براہ راست مداخلت کر کے "اپنے ہاتھ گندے کرنے" کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس کے برعکس کریملن کے حکام نت نئے کھلاڑیوں کو ان کی پیٹھ ٹھونک کر اور جیبیں روبل سے بھر کر اس خون آشام کھیل کے اکھاڑے میں بھیج رہے ہیں اور خود تماشہ سے محظوظ ہو رہے ہیں۔

رسلان خسبلاتوف اور ان کا مشن

ماسکو کے ان ہی نو دریافت کھلاڑیوں میں سے ایک رسلان خسبلاتوف ہیں جن کا ذکر اجمالاً پہلے ہو

چکا ہے۔ خسبلاتوف چیچن سیاست میں انتہائی ڈرامائی انداز سے وراد ہوئے۔ خسبلاتوف گو خود چیچن ہیں لیکن وہ اس حد تک روسی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہیں کہ انہیں اپنے ہم نسلوں سے عداوت کی حد تک نفرت ہے۔ وہ چیچن زبان میں بات نہیں کر سکتے۔ ماسکو سے شائع ہونے والے اخبار "مسکوفسکی کوموسومولیٹ" (Moskovsky Komsomolets) میں ۱۵ فروری ۹۲ء کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق انہوں نے، روسی پارلیمنٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے، ماسکو کے ہوٹلوں میں چیچن شہریوں کے قیام پر پابندی لگا دی تھی[۴۴]۔ ماسکو کی طرف سے اُن کو چیچنیا میں خانہ جنگی کے شعلے بھڑکاتے رہنے کی مہم تفویض کیے جانے کے بعد سے انہوں نے چیچن عوام کے روسی استعمار کے خلاف شدید ترین نفرت، مذہب اسلام سے گہری وابستگی اور مذہبی رہنماؤں کی قیادت میں روسی استعمار کے خلاف شدید ترین مزاحمتی تحریکوں سے بھرپور اپنی ماضی پر فخر کے احساسات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، اسلام پسندی اور مذہبیت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ وہ حکومتی افواج کے ساتھ مسلح جھڑپوں میں "شہید" ہونے والے جنگجوؤں کی آخری رسومات کی ادائیگی کی تقریبات کی صدارت کرتے نظر آنے لگے ہیں۔ انہیں ماسکو کی پشت پناہی پر اس قدر ناز ہے کہ وہ کہتے ہیں "ہم صدر دودائیف کو جنگ کیے بغیر عہدہ صدارت چھوڑنے پر مجبور کر دیں گے[۴۵]۔

رسلان خسبلاتوف دراصل چیچن سیاست میں شطرنج کا وہ مہرہ ہے جسے ماسکو جمہوریہ چیچن کو دوبارہ اپنی بالادستی کے تابع کرنے اور صدر دودائیف اور چیچن عوام کی "خودسری" کو قابو کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ خسبلاتوف کا مشن یہ ہے کہ وہ چیچن حکومت اور حزب مخالف کے درمیان فاصلے کسی بھی صورت سمٹنے نہ دیں بلکہ فریقین کے اختلافات کو مزید ہوا دے کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف اسلحہ اٹھائے رکھنے اور ملک کو ایک تباہ کن خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے پر مجبور کریں۔ تاکہ ماسکو کو "پیس میکر" کا رول ادا کرنے کا موقعہ ملے اور اس بہانے جمہوریہ چیچن کو ازسر نو اپنے دائرۂ اثر میں لائے۔ کیونکہ رشین فیڈریشن کے سابق وزیر خزانہ بورس فائیدوروف کے بقول "ایک ایسی ریاست جو اپنے داخلی مسائل اپنے طور پر حل کرنے کے قابل نہ ہو اس کا سقوط حتمی ہے"[۴۶]۔ خسبلاتوف کا کام یہی ہے کہ وہ اپنی شاطرانہ چالوں سے یہ ثابت کر دیں کہ جمہوریہ چیچنیا اپنے داخلی مسائل اپنے طور پر حل کرنے کے قابل نہیں ہے تاکہ اس کا سقوط (بالفاظ دیگر رشین فیڈریشن میں پھر سے ادغام) یقینی بنایا جاسکے۔ بورس فائیدوروف کے یہ الفاظ، جو "ازوستیا" اخبار میں چھپنے والے چیچن بحران سے متعلق ان کے تبصرہ سے لیے گئے ہیں، اس تاریخی روسی ذہنیت کے آئینہ دار ہیں جس کے مطابق روس کے پڑوس کے علاقوں (Near Abroad) میں قیام امن اور خاص کر قفقاز کے "وحشی" ترک مسلمانوں کو تہذیب سکھانے کا مشن تاریخ نے روسیوں کو سونپا ہے۔ بالفاظ دیگر فائیدوروف ماسکو کی قیادت کو سمجھا رہے ہیں کہ وقت آگیا ہے کہ گروزنی کے خود ساختہ حکمرانوں کو سبق سکھایا جائے۔ کیونکہ ان کی آزادی

اور "خود سری" شمالی قفقاز کی دیگر مسلم قومیتوں کو بھی ماسکو سے اپنی راہیں جدا کرنے کی راہ پر لگا سکتی ہے۔ روسی حکمران خاص کر اوسیشیا اور داغستان کے مسلم عوام کے تیوروں سے خوفزدہ ہیں۔

یہاں ایک اور حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ شمالی قفقاز کے ان مسلم علاقوں پر اپنی بالادستی برقرار نہ رکھنے کی صورت میں ماسکو نہ صرف جغرافیائی، سیاسی اور دفاعی لحاظ سے انتہائی اہمیت کے حامل علاقوں سے محروم ہو جائے گا بلکہ بحیرہ اسود کی بندرگاہوں تک اس کی رسائی بھی ختم ہو جائے گی۔ اقتصادی لحاظ سے بھی شمالی قفقاز کے اس خطّے کی اہمیت روس کے لیے کچھ کم نہیں ہے۔ چیچن جمہوریہ خاص کر نہ صرف یہ کہ تیل کی دولت سے مالامال ہے بلکہ سابقہ سوویت یونین کے تیل کی ترسیل کے نظام کا ایک اہم نقطہ اتصال بھی ہے۔ سابق سوویت یونین کے تیل صاف کرنے کے بڑے بڑے کارخانے بھی جمہوریہ چیچن ہی میں واقع ہیں۔ جن سے سوویت حکومت دوسرے علاقوں سے نکالے جانے والے تیل کی صفائی کا کام بھی لیتی تھی۔ اسی حوالے سے چیچن حکومت اور عوام کے اعلان آزادی کے بعد روسی حکومت نے گروزنی کے حکام کو یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر انھوں نے روس سے آزادی کے فیصلہ پر نظرثانی نہ کی تو "حکومت روس اپنا تیل دوسری ریفائنریوں سے صاف کرائے گی اور چیچن حکومت کو زبردست مالیاتی نقصان برداشت کرنا ہوگا"۔ لیکن چیچن صدر جنرل دودائیف نے اس دھمکی کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تھا "ان کی ریاست آزادی کے بعد اپنا تیل روس کو انتہائی کم نرخوں پر فروخت کرنے کے بجائے عالمی منڈیوں میں بین الاقوامی نرخوں پر فروخت کرے گی، جس کے نتیجے میں مذکورہ نقصان کی زیادہ اہمیت نہیں رہے گی"[۴۷]۔

صدر دودائیف کی شخصیت

چیچن صدر جنرل جعفر دودائیف کی کریملن کی دھمکیوں کی پرواہ کیے بغیر آزادی و استقلال کی راہ پر مسلسل بڑھتے رہنے کی جرأت مندانہ پالیسیوں نے نہ صرف جمہوریہ چیچن میں بلکہ روسی فیڈریشن کے اندر بسنی والی تمام مسلمان قومیتوں میں انہیں عوام کا محبوب قائد بنا دیا۔ روسی فیڈریشن کے اندر مسلمان علاقوں کی تمام سربرآوردہ اور مقتدر شخصیات میں سب سے زیادہ متاثر کن شخصیت انہی کی ہے۔ ان کا طرزِ عمل روس کی تمام مسلم قومیتوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ جنرل دودائیف نے اپنی عملی زندگی کا آغاز سوویت فوج میں شمولیت سے کیا۔ وہ اعلیٰ عسکری تربیتی اداروں کے گریجویٹ ہیں۔ ایک طالب علم سے لے کر جنرل کے عہدے تک پہنچنے کے لیے ایک فرد کو جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، جنرل دودائیف نے ان سب کو بہ آسانی عبور کیا۔ اس دوران انھوں نے سائبیریا، یوکرین اور ایسٹونیا میں بطور خاص خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۶۸ء میں انھوں نے کمیونسٹ پارٹی کی رکنیت اختیار

کی۔ فوج میں ان کی آخری ذمہ داری فضائی سروس کے مشترکہ کمانڈر کی تھی۔ گلاسناسٹ عہد کے عروج (۱۹۹۰ء) میں انہیں "چیچن پیپلز متحدہ کانگریس" کا صدر منتخب کیا گیا[۴۸]۔ مئی ۹۱ء میں انہوں نے چیچن عوام کی تحریک آزادی میں زیادہ موثر کردار ادا کرنے کے لیے سوویت فوج کی ملازمت سے استعفیٰ دیدیا۔ ان کا بچپن وطن بدری کی حالت میں گزرا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کے ابتدائی تیرہ سال جنوبی قزاخستان اور پٹروپادلوفسک کے علاقوں میں گزارے ہیں۔ وہ ۱۹۵۷ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ دوبارہ چیچن جمہوریہ میں آباد ہوئے۔

ماضی میں سوویت حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ وابستگی کی بنا پر شروع میں چیچن عوام اور علماء کا ایک طبقہ ان سے خائف تھا لیکن جلد ہی ان کے خدشات دور ہو گئے۔ روسی حکومت کی طرف سے ان پر مذہبی جنونی ہونے کے الزامات لگائے گئے۔ انہیں خونی جنرل کہا گیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان الزامات کا سبب ان کا آزادی کی راہ پر جرأت و استقلال کے ساتھ بڑھتے رہنے کا عزم تھا۔ شروع میں ماسکو کے حکام نے انہیں ڈرا دھمکا کر "راہ راست" پر لانے کی کوشش کی لیکن جب روسیوں کا یہ حربہ کارگر ثابت نہ ہوا تو انہوں نے جمہوریہ چیچن کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر دیں۔ جس کے جواب میں صدر دودائیف نے ۲۷ فروری ۹۲ء کو صدر بورس یلسن کے نام ایک ٹیلی گرام بھیجا جس میں ماسکو سے تیل کی ترسیل کے سلسلہ میں اس کے ذمے واجب الاداء رقومات کی تین دن کے اندر ادائیگی کا مطالبہ کیا گیا۔ بصورت دیگر، صدر دودائیف نے روس کو پٹرو کیمیکل مصنوعات کی ترسیل روک دینے کی دھمکی دی۔ واضح رہے کہ روسی فیڈریشن کی "ایوی ایشن فیول" کی ضروریات کا ۹۲ فیصد حصّہ جمہوریہ چیچن سے سپلائی ہوتا ہے[۴۹]۔

آزادی و استقلال کی رہ پر مسلسل پیش قدمی

روسیوں کی طرف سے پیدا کردہ گوناگوں مشکلات کے باوجود صدر دودائیف نے آزاد چیچن جمہوریہ کے ریاستی اداروں کی تشکیل کا عمل جاری رکھا۔ ۲۹ جنوری ۹۲ء کو ماسکو ریڈیو کی اطلاع کے مطابق صدر دودائیف کی حکومت نے تمام نامزد وزراء اور کسی بھی سٹیٹ کمیٹی کے چیئرمین کے عہدہ کے لیے نامزد کیے جانے والے فرد کے لیے پارلیمنٹ میں مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں جمہوریت، عوام، پارلیمنٹ اور صدر سے وفادار رہنے، آزادی کا تحفّظ کرنے، رشوت سے اجتناب کرنے اور ہر حال میں ملکی وقار کا لحاظ کرنے کے مضمون پر مشتمل عہد، قرآن کریم پر حلف لے کر دینا، ضروری قرار دے دیا۔ حلف کے مضمون میں یہ الفاظ بھی شامل کیے گئے "اگر میں اپنے اس حلف کی خلاف ورزی کروں تو مجھ پر خدا اور عوام کی لعنت ہو"[۵۰]۔

فروری ۹۲ء کے پہلے ہفتے میں صدر دودائیف نے چیچن ائر فورس کے قیام کا اعلان کیا۔ چنانچہ گروزنی کی فضاؤں میں قومی ائر فورس کے پہلے سکواڈرن کے جیٹ طیاروں کی نمائشی پروازوں کی گھن گرج سنائی دی جانے لگی۔ صدر دودائیف نے گروزنی ائر فیلڈ پر کھڑے ان جیٹ طیاروں کو قومیانے کا اعلان کیا جو روسی ائر فورس کے حکام وہاں چھوڑ گئے تھے[۵۱]۔ فروری ۹۲ء ہی میں صدر دودائیف نے گروزنی میں سوویت عہد سے قائم "ڈائریکٹوریٹ آف انٹرنل افیئرز" سے تمام اختیارات واپس لیتے ہوئے داخلی امن وامان برقرار رکھنے والی پیرا ملٹری یونٹوں کو براہ راست جمہوریہ چیچن کی وزارت داخلہ کے تابع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان یونٹوں کو داخلی امن وامان برقرار رکھنے کے علاوہ جمہوریہ کی سرحدات کی حفاظت کی ذمہ داری بھی سونپ دی گئی[۵۲]۔ ۱۷ فروری ۹۲ء کو جمہوریہ چیچن کی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا جس کی رو سے چیچن شہریت اختیار نہ کرنے والے سرکاری حکام کو جمہوریہ چیچن کی سرکاری ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا گیا۔ چیچن شہریت اختیار کرنے کے لیے سابق سوویت یا روسی پاسپورٹ میں ایک اندارج کرنے کا سادہ طریقہ اختیار کیا گیا[۵۳]۔

۲۶ فروری ۹۲ء کو صدر یلسن کی طرف سے جمہوریہ چیچن کے علاقے میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے اعلان کے جواب میں چیچن حکومت نے جمہوریہ کی اپنی "خود حفاظتی افواج" (Self Defense Forces) کی تشکیل کا اعلان کیا۔ صدر دودائیف نے کہا کہ اگر CIS اور روسی حکومت کے ساتھ سمجھوتہ ہو سکا تو چیچن افواج کو CIS اور روسی فیڈریشن کی ملٹری اکیڈمیوں اور ڈیفنس کالجوں میں تربیت دلوائی جائے گی اور اس صورت میں چیچن افواج پر جمہوریہ کی حدود سے باہر فوجی خدمات انجام دینے پر بھی پابندی نہیں ہوگی[۵۴]۔

۱۲ مارچ ۱۹۹۲ء کو جمہوریہ چیچن کی پارلیمنٹ نے جمہوریہ کے پہلے دستور کی منظوری دی۔ دستور کی رو سے جمہوریہ چیچن کو ایک آزاد سیکولر ریاست قرار دیا گیا۔ دستور کے مطابق قانون سازی کے اعلیٰ تر اختیارات پارلیمنٹ کے پاس ہوں گے جبکہ انتظامیہ کا سربراہ صدر مملکت ہوگا جس کی معاونت کابینہ کرے گی۔ اس سے قبل ۱۱ مارچ کو پارلیمنٹ نے ایک اور قانون پاس کر کے چیچن زبان کے لیے روسی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط کو اختیار کیا[۵۵]۔

۸ اپریل ۱۹۹۲ء کو چیچن پارلیمنٹ نے "منسٹری آف سٹیٹ سیکورٹی" کی تشکیل کا قانون پاس کیا۔ پارلیمنٹ کے فیصلے کے مطابق وزارت امور داخلہ کو نئی "وزارت تحفظ سلطنت" میں داخلہ امور ڈویژن کا درجہ دیا گیا۔ سلمان الداکوف کو نئی وزارت کا قلمدان سونپا گیا[۵۶]۔ نئی وزارت نے دو ہفتوں کے اندر چیچنیا کے مختلف مسلح گروپوں سے بارہ سو (۱۲۰۰) سے زیادہ کی تعداد میں رائفلیں، دیگر خود کار اسلحہ، دستی بم اور لاسلکی اتصالات میں استعمال ہونے والے آلات برآمد کیے[۵۷]۔

۵ مئی ۹۲ء کو جمہوریہ چیچن کی حکومت نے جمہوریہ کی ٹیلیویژن اور ریڈیو کمپنی کو سرکاری تحویل

میں لینے کا اعلان کیا۔ اس سے قبل ۱۷ فروری ۹۲ء کو صدر دودائیف کی حکومت نے روسی کرنسی روبل کی جگہ نئی چیچن کرنسی متعارف کرانے کا اعلان کیا۔ ایک روبل کی مالیت کی نئی کرنسی کو سوم (Som) کا نام دیا گیا جبکہ دس روبل کے برابر کرنسی نوٹ کو تیوم (Tyum) کے نام سے متعارف کرایا گیا[۵۸]۔

مختصر یہ کہ صدر دودائیف نے روسی حکمرانوں کی دھمکیوں، ان کی طرف سے جمہوریہ چیچن کے خلاف نافذ کی گئی اقتصادی پابندیوں اور جمہوریہ کے اندر عدم استحکام پیدا کرنے کی غرض سے حزب مخالف کو دی جانی والی فوجی اور مالی امداد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی نوآزاد جمہوریہ کو آزادی کی راہ پر آگے بڑھانے کا عمل مسلسل جاری رکھا۔ جس کی وجہ سے چیچن عوام میں ان کی مقبولیت مسلسل بڑھتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ حزب مخالف ماسکو کی زبردست پشت پناہی کے باوجود اب تک نہ تو ان کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہو سکی ہے۔ اور نہ ہی ان کی حکومت کے خلاف اسے عوام کی تائید حاصل ہو سکی ہے۔

اس کے برعکس یہ صدر دودائیف کی حکومت کو حاصل زبردست عوامی تائید ہی کا نتیجہ تھا کہ اواخر ستمبر ۹۴ء میں حکومتی افواج ارجوان کے علاقے کولا بازا نوف کی مسلح ملیشیا کے قبضے سے چھڑانے میں کامیاب ہوئیں۔ مزید یہ کہ چیچن عوام کی زبردست تائید ہی کی بدولت سرکاری افواج حزب مخالف کے ایک اور مرکز ٹالسٹوئی یورت شہر کی طرف جانے والی تمام شاہراہوں پر قبضہ مستحکم کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ ٹالسٹوئی یورت شہر کے مضافات میں لڑے جانے والے معرکوں میں رسلان خسبلاتوف کا ایک بھائی اور کئی رشتہ دار بھی کام آئے۔ اس عوامی تائید ہی کی بدولت صدر دودائیف کی وفادار افواج کے حوصلے انتہائی بلند ہیں اور وہ روسی ایجنٹوں سے جمہوریہ کی تمام سرزمین واگزار کرانے کا عہد کیے ہوئے ہیں[۵۹]۔

مستقبل کے امکانات

مستقبل میں صدر دودائیف اور ان کے مخالفین کے درمیان جاری اس خونی کشمکش کا انجام کیا ہو گا؟ فی الحال اس بارے میں اندازے ہی لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ روسیوں کے لیے چیچن عوام کو ماسکو کی غلامی پر از سر نو مجبور کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بالآخر ماسکو کے حکمرانوں کو عوام کی نمائندہ حکومت کے ساتھ مذاکرات ہی کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ چیچن عوام کی صدیوں کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ان پر بزور شمشیر غلامی مسلط تو کی جا سکتی ہے لیکن ان کے سینوں میں موجزن جذبہ آزادی و حریت کو کسی بھی طور ختم نہیں کیا جا سکتا۔ رشین فیڈریشن کے اندر متعدد مسلم قومیتوں میں سے صرف ان ہی کی طرف سے، ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد، رشین فیڈریشن سے علیحدگی اور آزادی کا اعلان کرنا بذات خود اس تاریخی حقیقت کی واضح شہادت ہے۔

ماسکو اگر واقعی جمہوریہ چیچن کے ساتھ اپنے اختلافات حل کرنا چاہتا ہے تو اسے مذاکرات کی میز پر آنا ہوگا۔ چیچن قوم کے ساتھ بندوق کی زبان ماسکو کے لیے تباہ کن نتائج کا باعث بن سکتی ہے۔

حواشی

1. *The Muslim,* Islamabad, Sept 17, 1994.

۲۔ قضایا دولیہ [انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد کی ہفت روزہ سیاسی رپورٹ (عربی)] ۵-۱۱ ستمبر ۱۹۹۴ء ص ۱۹

۳۔ ایضاً

4. *The Muslim,* Islamabad, Sept 17, 1994.
5. *The News,* Isalmabad, June 7, 1994.
6. *Dawn*, Karachi, June 19, 1994.
7. Ibid.
8. Ibid, Aug 1, 1994.
9. Hasan Akhtar Gardezi and Abdul Majid Khan, Central Asia and CIS (Current Defence News), No 42, April 1992, p 15.
10. Ibid, (Current Defence News), No 50, June 1992, p 11.
11. *Dawn,* Karachi, June 19, 1994.

۱۲۔ عطاءالرحمن، سوویت یونین کا زوال: نظریہ، عمل، رد عمل، ۱۹۹۳ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ص ۱۷۵

13. Central Asia and CIS (Current Defense News), No 50, June 1992, p 10.

۱۴۔ عطاءالرحمن، سوویت یونین کا زوال، ص ۱۷۲

۱۵۔ "روسی وزارت خارجہ اور تاجک بحران"، وسطی ایشیا کے مسلمان، شمارہ جولائی - اگست ۹۴ء ص ۲۸

16. *The Economist*, London, Sept 24, 1994.
17. *Dawn*, Aug 1, 1994.
18. James Meek, "Caucasian wolf facess the Russian bear", *Dawn*, June 19, 1994.
19. Dorinda Elliott, "Chaos in the Caucasus", *Newsweek*, Sept 26, 1994.
20. *The Economist*, London, Sept 24, 1994.
21. *The News*, Ialsmabad, and *Dawn*, Karachi , Aug 12, 1994.
22. *Dawn*, Aug 12, 1994.
23. *The News*, Aug 12, 1994.
24. Ibid, July 26, 94.
25. Ibid, Sept 26, 94.
26. Ibid.
27. *The Economist*, London, Sept 24, 1994.

۲۸۔ عطاءالرحمن، سوویت یونین کا زوال، ص ۱۷۶

۲۹۔ ایضاً ص ۱۷۵

۳۰۔ ایضاً ص ۱۷۶

31. Central Asia and CIS (Current Political News), No. 52, June 1992.
32. Central Asia and CIS (Current Policital News), No. 51, June 1992, p16.
33. Ibid, pp16-17.
34. Central Asia and CIS (Current Defence News), No.42, April 1992, p14.
35. Ibid (Current Defence News), No.45, May 1992, p15.
36. *The News*, June 14, 1994.
37. *Dawn*, June 19, 1994.
38. *Dawn*, Aug 3, 1994.
39. *The News*, Aug 10, 1994.
40. *Dawn*, Aug 12, 1994.
41. Ibid, Sept 16, 1994.
42. *The Muslim*, Sept 17, 1994.
43. *Dawn*, Sept 16, 1994.
44. Central Asia and CIS (Current Political News), No.44, April 1992, p21.
45. *Newsweek*, Sept 26, 1994.
46. Ibid.

۴۷۔ عطاءالرحمٰن، سوویت یونین کا زوال، ص ۱۷۶

۴۸۔ ایضاً ص ۱۷۳

49. Central Asia and CIS (Current Economic News), No.44, April 1992, p10.
50. Ibid (Current Political News), No.42, April 1992, p25.
51. Ibid (Defence News), No.41, and (Defence News) No.45, of April 1992 and May 1992, respectively.
52. Ibid (Defence News), No.42, April 1992, p16.
53. Ibid (Political News), No.42, April 1992, pp32-33.
54. Ibid (Defence News), No.44, April 1992, p14 and (Political News), No.46, May 1992.
55. Ibid (Political News), No.46, May 1992, p28.
56. Ibid (Defence News), No.50, June 1992, p10.
57. Ibid (Defence News), No. 52, June 1992, p12.
58. Ibid (Political News), No. 53, July 1992, and (Economic News), No.43, April 1992.

۵۹۔ قضایا دولیہ، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء، ص ۲۰